السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہمارے علاقے سراج پارک شاہدرہ میں بعض لوگوں نے کچھ عرصے سے فتنہ بپا کررکھا ہے۔ یہ لوگ اس بات کی تبلیغ کررہے ہیں کہ ''مرنے والے ہر نیک وبد آدمی کوایک نیا برزخی جسم دیا جاتا ہے اوراس برزخی جسم پر ہی عذاب قبریاراحت قبر کی کیفیات واحوال گزرتے ہیں۔ دنیاوی بدن کا موت کے بعدروح سے کوئی تعلق نہیں رہتا اوریہ دنیاوی بدن تباہ ہوجاتا ہے۔'' جو شخص برزخی جسم کے عقیدے کا انکار کردے، اسے یہ لوگ کافر قراردیتے ہیں۔ اسی بنا پر یہ لوگ اہل سنت اوراہل حدیث کو کافر گردانتے ہوئے ان سے نکاح حرام ہونے اوران کی نمازجنازہ میں شمولیت کے ناجائزوحرام ہونے کاچرچا کرتے ہیں۔

برزخی جسم کے قائلین برزخی جسم کے ثبوت میں صحیح بخاری (کتاب الجنائز، پارہ:٦) کی حدیث ۴٦٨ پیش کرتے ہیں جس میں ہے حضرت سمرہ بن جندب فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا خواب بیان فرمایا... جب ہم کہتے ہیں کہ یہ توخواب کا واقعہ ہے تووہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کا خواب سچ ہوتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث میں قرآن پر عمل نہ کرنے والے پر عذاب ہونے کا ذکر بھی ہے اور عہد رسالت میں تمام مسلمان عامل قرآن تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن سے پہلی آسمانی کتابوں کو بھی قرآن کہا گیا ہے جیسا کہ حضرت داوٗد کے خوش الحانی سے قرآن پڑھنے کی حدیث ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ قیامت کے بعد کے عذاب کا احوال بیان ہوا ہے تووہ کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے:

'يُفعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ'

''قیامت تک اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا رہے گا۔''

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ قیامت سے پہلے کے عذاب کا بیان ہے، قیامت کے بعد کا نہیں۔

ان سے جب کہا جاتا ہے کہ کسی ایک حدیث میں بھی یہ بیان نہیں ہوا کہ مرنے والے کو نیا برزخی جسم دیا جاتا ہے توجواب میں کہتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث میں ہے:

ا) فرشتہ ایک (جھوٹے) آدمی کا منہ چیرتے ہوئے گدی تک جسم چیر دیتا ہے۔ بعد میں وہ جسم پہلے کی طرح بھلاچنگا ہوجاتا ہے توفرشتہ اُسے پھر اُسی تکلیف میں مبتلا کردیتا ہے۔)

ب) قرآن پر عمل نہ کرنے والے کے سر پر بھاری پتھر مارا جاتا، جس سے اس کا سر کچلا جاتا، بعد میں جسم پھر صحیح ہوجاتا، فرشتہ پھراس کے سر پرپتھر مار کر سر کچل دیتا۔)

ھ) سود خور نہر سے نکلنے کی کوشش کرتا تواس کے منہ پرپتھر مارا جاتا۔ فرشتہ پتھر پکڑنے جاتا ہے تومنہ پھر صحیح سلامت ہوجاتا ہے۔)

ان تمام واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعدایک نیا جسم دیا جاتا ہے جوتباہ ہونے کے بعد پھر پہلے جیسا بھلاچنگا ہوجاتا ہے۔ پھر انھیں عذاب دیا جاتا ہے، بدن تباہ ہوجاتا ہے لیکن وہ بدن پھر صحیح ہوجاتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ لیکن دنیاوی بدن میں یہ خاصیت نہیں کہ تباہ ہونے کے بعد صحیح سلامت اورپہلے کی طرح بھلاچنگا ہوجائے۔

د) دنیا میں زانی اورزانیات مختلف علاقے، شہروں اورملکوں میں دفن کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس حدیث میں ذکر ہے کہ ان سب کوایک تنور میں جمع کرکے آگ بھڑکا دی جاتی ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ عذاب قبر میں نہیں بلکہ کسی اور) جگہ دیا جاتا ہے۔

(ان گمراہ لوگوں کے خودساختہ عقائد ونظریات اورخودساختہ دین کا تاروپود بکھیرنے کے لیے ہمیں مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات دیجیے۔ جزاک اللہ خیراً (والسلام: حافظ عبدالصمد، مین بازار سراج پارک، شاہدرہ) (٨ فروری ٢٠٠٨ء

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال میں مذکور/مشارٌالیہ حدیث الروٴیا (صحیح البخاری، کتاب الجنائز) میں مختصراًذکر ہوئی ہے جب کہ تفصیلاً ''صحیح بخاری'' کی کتاب الروٴیا کے اخیر میں 'بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلاَةِ الصُّبْحِ' کے تحت بیان ہوئی ہے۔ اس میں کوئی قاعدہ کلیہ کی وضاحت نہیں کہ ہر مرنے والے کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے یہ تو محض مجلس کی مناسبت سے آپ ﷺ نے اپنی خواب کی توجیہ فرمائی ہے تاکہ ہمارے لیے سامانِ عبرت ہواور آخرت کی ہولناکیوں سے بچ سکیں۔ نصوص شرع سے یہ بات عیاں ہے کہ ماوراء العقل برزخی اور غیبی امور میں توقف کرنا اور بلا اجتہاد ان پر ایمان لانا ہی سلامتی کی راہ ہے۔ اپنی طرف سے لب کشائی کرنا ضلالت وگمراہی کا دروازہ کھولنا ہے جو خطرناک کھیل ہے۔ معتزلہ ودیگر گمراہ فرقوں کی گمراہی کا سبب یہی تھا کہ وہ اپنی عقل کو حکم بنا کراس کی پیروی میں لگے رہے۔ اس بنا پر انھوں نے معجزات وکرامات اور عذابِ قبر وغیرہ ماوراء الحس اشیاء سے متعلق نصوص قاطعہ کا انکار کردیا۔ حالاں کہ چاہیے یہ تھا کہ عقل کے ساتھ نبوت کی روشنی حاصل کرتے اس کے بغیر عقل کا صراطِ مستقیم پر قائم رہنا قطعاً ممکن نہیں ہے۔ کیوں کہ عقل بذاتہ ناقص ہے اشیاء کی حقیقت اورکنہ کے ادراک سے قاصر ہے۔

مثلاً گنا میٹھا کیوں ہے؟ اور اندرائن کڑوی کیوں ہے؟ جب کہ اُگنے کی زمین اور پانی ایک جیسا ہے تو یہ فرق کیوں ہے؟ اس کا جواب عقل کی بجائے وحی کے ذریعہ ملے گا کہ خالق ومالک نے قدرتِ تامہ کے اظہار کے لیے اور حکمت کاملہ کی بنا پر مختلف رنگ اور ذائقے پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں مختلف تاثیر پیدا فرما دی ہے۔ اسی طرح برزخی امور جو کتاب وسنت میں ثابت ہیں ان پر بھی یقین رکھنا جزوِایمان ہے۔ دنیا میں آدمی جس بدن، ہاتھ، پاؤں وغیرہ کے ساتھ اعمال کا مرتکب ہوتا ہے، جزاوسزا کا تعلق بھی انھی سے ہے، مرنے کے بعد اور بروزِقیامت یہی شہادتی بنیں گے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اعمال خیر وشر دنیا کے بدن سے ہوں، جزاوسزا دوسرے بدن کو ملے۔ یہ تو سراسر بے انصافی ہے جس کا ذات باری تعالیٰ سے تصور کرنا بھی محال ہے، اور جو مناظر رسول اللہ ﷺ نے بحالت خواب دیکھے ان کا تعلق بھی اسی بدن سے ہے۔ 'برزخی جسم' کی اصطلاح خودساختہ ہے جس کا شرع میں کوئی اصل نہیں، صحابہ وتابعین، تبع تابعین اور بعد کے سلف صالحین میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی۔ پھر یہ کہنا کہ ''دنیاوی بدن کا موت کے بعد روح سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور یہ دنیاوی بدن تباہ ہوجاتا ہے'' غلط دعویٰ ہے۔ ''صحیح بخاری'' میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

'إِذَا وُضِعَتِ الجِنَازَةُ، فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِأَهْلِهَا: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟، يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَ الإِنْسَانُ لَصَعِقَ.' (صحیح البخاری، بَابُ قَوْلِ المَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الجِنَازَةِ: قَدِّمُونِي، رقم: ١٣١٦)

''جب میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھالیتے ہیں، اگر وہ نیک ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ برا ہے تو پکارتا ہے اے شامت مجھے کدھر لے چلے ہو؟! اس آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے۔ اور اگر انسان اس کو سن لے تو بیہوش ہوکر گر پڑے۔''

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے بایں الفاظ تبویب قائم کی ہے:

'بَابُ قَوْلِ المَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الجِنَازَةِ: قَدِّمُونِي.'

حدیث ہذا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ موت کے بعد بھی بدن اور روح کا رابطہ قائم رہتا ہے اور بدن کا بوسیدہ ہونا صرف ہماری رؤیت کے اعتبار سے ہے ورنہ خالق ومالک کے لیے دونوں حالتیں برابر ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

أَلا يَعلَمُ مَن خَلَقَ وَهُوَ اللَّطيفُ الخَبيرُ ١٤ ... سورة الملك

''بھلا جس نے پیدا کیا وہ بے خبر ہے وہ تو پوشیدہ باتوں کو جاننے والا اور ہر چیز سے آگاہ ہے۔''

ان لوگوں کا یہ زعم کہ دنیاوی بدن میں دوبارہ صحیح ہونے کی خاصیت نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس ہستی نے پہلے اس کو پیدا کیا وہ اسی کو دوبارہ لوٹانے پر بھی قادر ہے۔ إِنَّ اللَّهَ عَلىٰ كُلِّ شَيءٍ قَديرٌ کے یہی معنی ہیں۔ اللہ رب العزت نے اس حقیقت کی وضاحت یوں فرمائی ہے:

وَضَرَبَ لَنا مَثَلًا وَنَسِىَ خَلقَهُ قالَ مَن يُحىِ العِظٰمَ وَهِىَ رَميمٌ ٧٨ قُل يُحييهَا الَّذى أَنشَأَها أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلقٍ عَليمٌ ٧٩ ... سورة يس

''اور اس نے ہمارے لیے مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہنے لگا ان ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے جب کہ یہ بوسیدہ ہوچکی ہوں۔ آپ جواب دیجیے! کہ انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے انہیں اول مرتبہ پیدا کیا ہے جو سب طرح کی پیدائش کا بخوبی جاننے والا ہے۔''

قرآنی وضاحت سے بھی ثابت ہوا کہ دوبارہ زندگی دنیاوی بدن سے ہی ہوگی ورنہ تو 'کرے کوئی اور بھرے کوئی'' کا مصداق ہوگا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

وَما أَنا۠ بِظَلّٰمٍ لِلعَبيدِ ٢٩ ... سورة ق

''اور ہم بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتے۔''

یاد رہے شرع میں قبر کا مفہوم عالم برزخ کو شامل ہے۔ چاہے کسی کو دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے، درند پرند کھا جائیں یا اس کی راکھ ہوا میں اڑا دی جائے سب کو محیط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں جو ہولناک تنور دیکھا تھا وہ بھی دراصل قبر ہی کا حصہ ہے، علیحدہ کوئی شے نہیں۔ بقیہ مزید سوالات کے جوابات بالاختصار ملاحظہ فرمائیں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد: 3، کتاب الجنائز: صفحہ: 187